UNIVERSAL LIBRARY
OU_226145
UNIVERSAL LIBRARY

۷۸۶

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

سلسلہ تراجم نمبر ۲
اشاعت نمبر ۶

رسالۃ

العروۃ الوثقیٰ

اردو ترجمہ

الواسطۃ بین الخلق والحق

تالیف

شیخ الاسلام امام تقی الدین احمد بن تیمیہ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

مترجمہ

فصیح الدین احمد صاحب انصاری (اناوی)

جسے

مہتمم الہلال بک ایجنسی لاہور نے

بعد از اخذ جملہ حقوق طبع و تصنیف

(کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرۃ اللہ پرنٹر چھپوا کر)

سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق سنہ ۱۹۲۵ء میں

دفتر ایجنسی سے بمقام لاہور شائع کیا۔

بار اول | تعداد یک ہزار | قیمت ۶ر

الہلال بک سلسلۂ تراجم

اس ایجنسی کے پیش نظر اُن اعلےٰ، نادر اور بلند پایہ عربی تصانیف کے اُردو تراجم ہیں، جن کا مطالعہ اصلاح عقاید اسلام اور اخذ و فہم حقیقت اسلامیہ کیلئے نہایت ضروری اور ناگزیر ہے

اس سلسلہ میں جس امام احسن، جس مومن کامل، جس مجاہد حق اور جس یکتا نہ مقامات علم و عمل شخصیۃ کی بعض اہم تصانیف کے تراجم کی تکمیل ایجنسی ہذا کی مساعی کا مرکز و محور ہے، وہ شیخ المصلحین ملاذ المجددین، سند الکاملین، امام العارفین، وارث الانبیا، قدوۃ الاولیا حضرت شیخ الاسلام تقی الدین ابی العباس احمد بن تیمیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وجود مبارک ہے۔ اس مقام پر یہ عرض کرنیکی ضرورت نہیں کہ امام ممدوح کے بلند منصب و رانوت منزلت کی حقیقت کیا ہے، اسلئے کہ اُنکی تصانیف اُردو کے لباس میں عام ناس کے سامنے آجائینگی تو حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی۔ لیکن جن حضرات کو اس بارے میں تفصیلی بحث دیکھنے کی خواہش ہو، وہ حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کے تذکرہ میں شرح مقام عزیمت کے بیان کو ملاحظہ فرمائیں، اسلئے کہ اس بیان کا ایک بہت بڑا حصہ امام ممدوح کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے۔ ہم سردست امام ممدوح کی بسیط و ضخیم تصانیف کے تراجم شائع نہیں کرینگے بلکہ سب سے پہلے چھوٹے چھوٹے رسائل کے عام فہم اور سلیس عبارت میں اردو ترجمے شائع کرینگے، کہ وہ کم سے کم قیمت میں عام حضرات تک پہنچ سکیں اور وہ اُنکے مطالعہ سے مستفید ہو سکیں۔ ضخیم تصانیف کے تراجم کا سلسلہ انشاءاللہ العزیز بعد میں شروع کیا جائیگا۔ اسی ضمن میں امام ممدوح کے تلمیذ حافظ ابن قیمؒ اور اُسی جلیل و عظیم صف کے بعض دوسرے بزرگوں کی تصانیف کے تراجم شائع کرنا، اور انہیں عام رواج دینا اس ایجنسی کا دوسرا مقصد ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ کا اولین نمبر اُسوۂ حسنہ کو حاصل ہوا، العروۃ الوثقیٰ کو نمبر دوم اور اصحاب صُفّہ کو نمبر سوم۔ علاوہ ازیں بہت سی کتب کے تراجم پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں اور بہت سی کتابوں کے تراجم زیر غور ہیں، جن میں سے بعض کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :۔

(۱) القاعدۃ الجلیلہ فی التوسل والوسیلہ۔ (۲) رفع الملام عن ائمۃ الاعلام۔

(۳) السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ۔

(۴) الفرقان بین اولیاء الشیطان و اولیاء الرحمٰن وغیرہم

مینجر الہلال بک ایجنسی — شیرانوالہ دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی اب کسی خاص تعارف و تعریف کا محتاج نہیں رہا، آج سے چند سال پیشتر ہندوستان کے عام مسلمان اس جلیل المنزلت امام سے اوّل تو قریب قریب بالکل ناآشنا تھے اور اگر کسی کو کچھ علم تھا بھی، تو وہ حقیقت ناشناسوں کی پے در پے غلط بیانیوں اور تنگ نظرانہ تعصب آرائیوں کے باعث حقیقت سے اس درجہ دُور تھا، جیسے کہ آفتاب جہانتاب کے نور سے سایہ دور ہوتا ہے۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالت بالکل پلٹ چکی ہے، آج ہر حصۂ ملک میں ایسی جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں جنہیں امام موصوف کی عظمتِ قدر اور رفعتِ مرتبت کا پُورا پُورا احساس ہے اور وہ کشف معارف کتاب و سنّت امام ممدوح کے جلیل القدر کارناموں کے تہ دل سے معترف ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ اسوقت تک اُس احساس و اعتراف کی حیثیت علی العموم اجمالی ہے یعنی حضرت امام کے نام اور جلالتِ منصب کا علم تو بہت سے اصحاب کو ہوچکا ہے، لیکن چونکہ عربی کا عام طور پر رواج نہیں اور امام ممدوح کی ساری تصنیفات اسی زبان میں ہیں، اس لئے عام اربابِ شوق ان کی تصنیفات کے مطالعہ سے بہرہ اندوز نہیں ہوسکتے۔

ان تصنیفات کے اُردو تراجم کی سخت ضرورت تھی اور ہے۔ مقام شکر ہے کہ مختلف اصحاب اس ضرورت کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ اور بعض چھوٹے چھوٹے رسائل کے تراجم شائع بھی ہوچکے ہیں۔ "الواسطہ" بھی اسی ضرورت کی تکمیل کی ایک حقیر مگر مخلصانہ کوشش ہے۔ اصل رسالے کے متعلق تنقیدًا کچھ کہنا اور عرض کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، اس لئے کہ اصل رسالہ آپ کے سامنے ہے اور اسکا اختصار کسی طویل مقدمے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

ہماری اس کوشش کا مقصد اور غرض و غایت یہ ہے کہ حضرت امام ابن تیمیہؒ کے معارف سے استفادہ کا دائرہ وسیع ہو، اور مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کوشش میں کامیاب کرے۔ آمین

"محمد عبدالعزیز خاں"
مالک الہلال بک ایجنسی لاہور۔

فہرس مضامین

مضمون	صفحہ
سوال : خدا تک پہنچنے کیلئے کس واسطہ یا وسیلہ کی ضرورت ہے؟	۳
جواب : واسطہ کے معنی اور قرآن و احادیث سے واسطہ کی حقیقت	״
اور اگر واسطہ سے یہ معنی مراد نہیں ہیں؟	۹
واسطہ کے پہلے معنی / واسطہ کے دوسرے معنی	۹
شفاعت باذن اللہ	۱۰
گزشتہ عہد کے پرستارانِ مِن دُون اللہ اور صدائے صداقت	״
واسطہ کے تیسرے معنی	۱۵
کیوں قتل کیا جائے ؟	״
خدا و مخلوق اور بادشاہ اور رعایا کے مابین واسطہ کا فرق، تین شِقوں پر محمول ہے	۱۶
شق اوّل	۱۶
شق دوئم	۱۶
شق سوئم	۱۸
شفاعت	۱۹
اظہار حقیقت	۱۹
فرق شفاعت	۲۰
مُشرکوں کے شافع	۲۱
دعا میں حد سے تجاوز کرنا	۲۴
شافع کی شفاعت	۲۵
دعاء و شفاعت، خدائے بے نیاز کی قضا و قدر سے ہے	۲۶
کیسی دعا کرنا بہتر ہے	۲۹
تحقیق	۳۰
اصل مدّعا	۳۰
آمدم بر سرِ مطلب	۳۱
تین ضروری امور	
اوّل	۳۷
دوئم	۳۷
سوئم	۳۸

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

الواسطۃ بین الحق والخلق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

دو آدمی اس مسئلہ پر بحث کرنے لگے کہ آیا ہم کو خدائے واحد تک پہنچنے کیلئے کسی واسطہ یا وسیلہ کی ضرورت ہے یا نہیں ؟ ان میں سے ایک شخص کا دعوٰے یہ تھا کہ ہم خدا تک بلا وسیلۂ احدے اور بدون ذریعۂ غیرے رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا شخص اس دعوے کی مخالفت کرتا ہوا کہتا تھا کہ نہیں ہم بغیر کسی واسطہ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔

جواب

اس قصہ کا فیصلہ حضرت امام ابن تیمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں فرماتے ہیں :-

"الحمد للہ رب العالمین ، واسطہ قائم کرنے کے چند معنی ہیں : اگر قیام واسطہ سے مراد یہ ہے کہ وہ واسطہ ہم کو خدا کے اوامر و نواہی سے مطلع کرے ، اور مخلوق کو ان امور سے آگاہ کرے جو اسے پہلے سے معلوم نہیں ، مثلاً یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی

کے کیا اسباب ہیں، اور وہ اپنے بندوں کے کن اعمال واشغال کو پسند فرماتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے، اور اُس نے بندوں کو کن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور کن سے روکا ہے؟ اُس نے اپنے پرستاروں کے لئے کن کن انعامات کے وعدے فرمائے ہیں، اور سرکشوں کے لئے کن کن عذابوں کی وعید کی ہے؟ اور وہ واسطہ جو ایسا ہو اور یہ بھی بتائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو کیا کیا نام زیبا ہیں، اور کیا کیا صفتیں شایاں ہیں؟ کیونکہ ان تمام باتوں کے ادراک سے عقل انسانی کلیۃً عاجز ہے، لہذا بندوں کو ایک ایسے ذریعہ کی ضرورت ہوئی جو اُن کو مذکورہ بالا امور سے مطلع کرے۔

تو یہ واسطہ وہ انبیا ہی ہیں جو وقتاً فوقتاً من جانب اللہ بندوں کے پاس آتے رہے اور اُن کو ہدایت کے راستے بتاتے رہے۔ پس جو لوگ اُن پر ایمان لائے، اُن کو خدا کا نبی و رسول تسلیم کیا، اور اُن کے بتائے ہوئے لائحۂ عمل پر پابند ہوئے، تو وہ ہدایت کو پہنچ گئے، اور قربِ خداوندی کے مراتب پر فائز ہو گئے، اُن کے رتبے بڑھ گئے، اور وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوئے اور جن لوگوں نے خدا کے پیغمبروں کی مخالفت کی وہ ملعون ہو گئے، اپنے رب سے دُور جا پڑے اور دونو جہان میں رسوا ہوئے۔ اسکا فیصلہ خود خدا کا کلام کرتا ہے:

يَا بَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ۔ (۸: ۱۱)	اے بنی آدم! جب کبھی تم ہی میں سے (ہمارے) پیغمبر تمہارے پاس پہنچیں اور ہمارے احکام تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں تو (اُن کا کہا مان لینا) کیونکہ جو شخص (اُنکے کہنے کے مطابق) پرہیزگاری اختیار کریگا اور اپنی (حالت کی) اصلاح کر لیگا (تو قیامت کے دن) اُن پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ آزردہ خاطر ہونگے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائینگے اور ان سے اکڑ بیٹھینگے وہی دوزخ میں ہمیشہ رہینگے

یہ دوسری آیت بھی اس پر روشنی ڈالتی ہے:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى
فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا
يَشْقَىٰ ، وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي
فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ، قَالَ رَبِّ لِمَ
حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا
قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا
وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ - (۱۶ : ۱۶)

پھر اگر تمہارے (یعنی تمہاری نسلوں) کے پاس ہماری طرف سے ہدایت
آئے تو جو ہماری ہدایت پر چلیگا نہ (راہ راست سے) بھٹکیگا اور نہ
(آخر کار ابدی) ہلاکت میں پڑیگا اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی
کی تو اُسکی زندگی تنگی میں گزریگی اور قیامت کے دن (بھی) ہم اُسکو
اندھا اُٹھائینگے (وہ) کہیگا اے میرے پروردگار! تو نے مجھکو اندھا
(کرکے) کیوں اُٹھایا اور میں تو (دنیا میں اچھا خاصا) دیکھتا (بھالتا)
تھا. (خدا) فرمائیگا ایسا ہی (ہونا چاہئے تھا دنیا میں) ہماری آیتیں
تیرے پاس آئیں مگر تو نے اُنکی کچھ خبر نہ لی اسیطرح آج تیری خبر نہ لیجائیگی

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ "جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور اُس پر عمل پیرا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسکی جملہ دنیوی اور اخروی تکالیف اور ہر طرح کی گمراہی اور کجروی کا ذمہ وار و کفیل ہوجاتا ہے"

اُن دوزخیوں کی بابت ارشاد ہے:

كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ؟ قَالُوا
بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ ،
إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ -
(۲۹ : ۱)

جب اُسمیں (کافروں) کا کوئی گروہ ڈالا جائیگا تو جو (فرشتے) اُس پر
تعینات ہیں اُن سے پوچھینگے کیا تمہارے پاس (عذاب خدا سے) ڈرانیوالا
(کوئی پیغمبر) نہیں آیا؟ وہ کہینگے ہاں! ڈرانے والا تو ہمارے پاس آیا
تھا مگر ہم نے (اُسکو) جھٹلایا اور کہا کہ خدا نے تو (کتاب وغیرہ) کوئی
چیز اُتاری نہیں بلاشبہ تم اور تمہارے پیرو (سب کے سب) بڑی
غلطی میں ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ
زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں جہنم کی طرف ٹولیاں بنا بنا کر ہانکے
جائینگے یہانتک کہ جب جہنم کے پاس پہنچینگے تو (اُنکے لئے) اُس کے

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۵:۲۴)

دروازے کھول دئے جائینگے اور دوزخ کے موکل ان سے کہینگے کہ کیا تم (ہی) میں کے رسول تمہارے پاس نہیں آئے؟ کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز (بد) کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے؟ وہ جواب دینگے کہ ہاں (رسول تو آئے اور انہوں نے ڈرایا بھی) مگر (ہم نے انکی ایک نہ سنی اور) عذاب کا وعدہ ہم کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا۔

ارشاد ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ، فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ (۷:۱۱)

اور پیغمبروں کو ہم صرف اس غرض سے بھیجا کرتے ہیں کہ (نیکوں کو خوشنودی خدا کی) خوشخبری سنائیں اور (بدوں کو عذاب سے) ڈرائیں۔ تو جو ایمان لایا اور اس نے (اپنی حالت کی) اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ (کسی طرح کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انکی نافرمانیوں کی سزا میں (ہمارا) عذاب ان پر نازل ہو (کر رہے) گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ، وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا، وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ

(اے پیغمبر) ہم نے تمہاری طرف (اسی طرح) وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور (دوسرے) پیغمبروں کی طرف جو انکے بعد ہوئے وحی بھیجی تھی اور جس طرح ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ اور (تمہاری طرح ہم کتنے ہی پیغمبر بھیج چکے ہیں) جن کا حال ہم (اس سے) پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں۔ اور

عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ۔ (۶ : ۳)

کتنے پیغمبر (اور) جن کا حال ہم نے تم سے (اب تک) بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے (تو) باتیں (بھی) کیں۔ (یہ سب) پیغمبر (ئیکو نکو) جنت کی خوشخبری دینے والے اور (بدوں کو عذاب خدا سے) ڈرانیوالے (تھے) تاکہ پیغمبر و نکے (آئے) پیچھے لوگونکو خدا پر (کسی طرح کا) ذمہ (رکھنے کا موقع باقی) نہ رہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

اور کلام پاک میں ایسی آیات بہت ہیں، جو اس مسئلہ پر اچھی طرح روشنی ڈالتی ہیں۔ اور یہ مسئلہ تو اُن واضح مسائل میں سے ہے کہ جن پر ہر ملت کے علماء کا اجماع ہے۔ خواہ وہ اہلِ اسلام میں سے ہوں، یہود ہوں، یا نصاریٰ۔ کیونکہ یہ فرقے بھی خدا اور اُسکی مخلوق کے مابین اگر واسطہ ٹھہراتے ہیں تو اُنہیں انبیاؑ کو جو من جانب اللہ بندوں کو خدا کے اوامر و نواہی سے مطلع کرنے کی غرض سے دنیا میں وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۔ (۱۷ : ۱۷)

اللہ فرشتوں میں سے (بعض کو اپنے احکام) پہنچانے کے لئے انتخاب فرما لیتا ہے اور (اسیطرح بعض کو) آدمیوں میں سے (بھی)

اور جو شخص خدا اور اُس کے بندوں کے مابین انبیاؑ و رسلؑ کو واسطہ تسلیم نہیں کرتا تو وہ ہر ملت کی شریعت کے قوانین کی بنا پر کافر ہے۔ اور خدائے پاک نے نبی کریم پر جو سورتیں سرزمینِ مکہ میں نازل فرمائیں جیسے انعام، اعراف، آلٓر، حٰمٓ اور طٰسٓ وغیرہم، ان سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس امر کا صاف صاف حکم دیا ہے کہ اللہ اور اُسکے رسُولؐ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھیں اور جو لوگ انبیاءؑ کو اللہ تعالیٰ تک رسائی کا ذریعہ و واسطہ ٹھہرانے سے منکر ہیں اُن کو وہ داستانیں پڑھنی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں، جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کافروں کو کس طرح ہلاک و برباد کر دیا جنہوں نے اُس کے

بھیجے ہوئے پیغمبروں کی تکذیب کی، برخلاف اسکے اُن کے مقابلہ پر اپنے انبیا اور اُن پر ایمان لانے والوں کی کیسی مدد کی۔ ارشاد ہے :

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ، إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔ (۲۳ : ۹)

اور اپنے (خاص) بندوں (یعنی) پیغمبروں کے حق میں ہمارا پہلے (ہی) ارشاد ہو چکا ہے۔ کہ (ہمارے ہاں سے) بیشک اُنہی کی مدد ہونی ہے اور بیشک ہمارا لشکر (اسلام) ضرور غالب آکر رہیگا

اور ارشاد ہے :

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔ (۲۴ : ۱۱)

ہم دنیا کی زندگی میں بھی اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والونکی مدد کرتے ہیں اور اُسدن (بھی مدد کرینگے) جبکہ گواہ (یعنی پیغمبر اور فرشتے منکروں کے مقابلے میں گواہی دینے کو) کھڑے ہونگے۔

پس یہ واسطہ بلاشبہ اس لائق ہے کہ اسکی پیروی، اتباع اور اقتدا کیا جائے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (۵ : ۶)

اور جو رسول ہم نے بھیجا اُسکے بھیجنے سے ہمارا مقصود (ہمیشہ) یہی رہا ہے کہ اللہ کے (یعنی ہمارے) حکم سے اُسکا کہا مانا جائے۔

اور ارشاد ہے :

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (۵ : ۸)

جس نے رسولؐ کا حکم مانا اُس نے اللہ ہی کا حکم مانا۔

اور ارشاد ہے :

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ (۳ : ۱۲)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ (بھی) تم کو دوست رکھے۔

اور ارشاد ہے :

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (۹ : ۹)

تو جو لوگ اِن (پیغمبر محمدؐ) پر ایمان لائے اور انکی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور جو نُور (ہدایت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُس کے پیچھے ہو لئے یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور ارشاد ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (۲۱ : ۱۸)

(مسلمانو!) تمہارے لئے (یعنی) ان لوگوں کیلئے جو اللہ اور روز آخرت (کے عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

اور اگر واسطہ سے یہ معنی مراد نہ ہوں، بلکہ یہ مراد ہوں کہ وہ واسطہ بندوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، نقصانات کو دفع کرتا ہے، رزق دیتا ہے، اور ہدایت سے مشرف کرتا ہے، تو واسطہ کے یہ معنی سمجھنا اور سمجھکر اُس کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا اتنا بڑا شرک ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکوں کو صاف لفظوں میں کافر فرمایا ہے جنہوں نے خدائے واحد کے ماسوا دوسروں کو اولیاء اور شفعاء ٹھیراکر اُن کے سامنے دستِ سوال دراز کیا، اُن سے فائدہ کی خواہش کی اور نقصانات کے دفعیہ کی التجا کی۔

شفاعت باذن اللہ

خدائے تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ "شفاعت ایک ایسا منصب ہے جو اُسی کیلئے خاص ہے جسکو وہ اجازت بخشے"۔ کلام پاک میں تصریحًا ارشاد ہے :

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ

اللہ ہی وہ (قادر مطلق) ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین اور اُن چیزوں کو پیدا کیا جو آسمان و زمین کے بیچ میں ہیں پھر عرش (بریں) پر قائم ہوا اُسکے سوا تم لوگوں کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ - (۲۱ : ۱۴)

کوئی سفارشی کیا تم (لوگ اتنی بات بھی) نہیں سوچتے ؟

اور ارشاد ہے :

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا - (۱۵ : ۶)

(اے پیغمبر) ان لوگوں سے (کہو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم (شریک خدائی) سمجھتے ہو (حاجت پڑنے پر) انکو بلا دیکھو تو وہ تمہارے معبود نہ تو تم سے تکلیف کو دور کر سکینگے اور نہ (اُس کو) بدل سکینگے، یہ لوگ جنکو مشرکین (حاجت روا سمجھکر) بلاتے ہیں ان میں سے جو دوسروں کی نسبت زیادہ مقرب ہیں وہ (بھی) اپنے پروردگار (کی) اور زیادہ قربت حاصل کرنے کے ذریعے تلاش کرتے رہتے اور اسکی رحمت کی امید رکھتے اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (اور) واقع میں تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (بھی)

اور ارشاد ہے :

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ، وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ - (۲۲ : ۹)

(اے پیغمبر) ان لوگوں سے (کہو کہ خدا کے سوا جن (فرشتوں) کو تم (ایک طرح پر خدائی میں کچھ دخیل) سمجھتے ہو انکو بلاؤ (اور تحقیق کرو تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ) نہ تو آسمانوں ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ آسمان و زمین (کے بنانے) میں ان کا کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے اور خدا کے ہاں (ان میں سے کسی کی) سفارش (بھی کسی کے کچھ) کام نہیں آتی مگر جسکی نسبت اجازت ملے

گذشتہ عہد کے پرستاران من دون اللہ اور صدائے صداقت

سلف کے چند گروہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "گذشتہ زمانہ میں ایسی قومیں بھی تھیں جو بجائے اس امر کے کہ وہ خدا کے آگے سر جھکاتیں اور معبود سمجھکر اُسی سے مرادیں مانگتیں الٹا اُسکی مخلوق مسیح، عزیر اور ملائکہ سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتی تھیں، اور خدا کے سوا

اُنہیں کو قاضی الحاجات متصور کرتی تھیں۔ جب خدا نے یہ دیکھا تو اُن کو اس ذنب عظیم سے نکالنے کیلئے صاف صاف فرمادیا کہ "اے وہ لوگو! جو غیر اللہ کو قاضی الحاجات اور لائق پرستش سمجھتے ہو، سمجھ لو اور اچھی طرح سمجھ لو! کہ کوئی فرشتہ یا کوئی نبیؐ خواہ وہ کتنے ہی بڑے رتبہ کا کیوں نہ ہو، نہ وہ تم کو کسی قسم کا فائدہ دیسکتا ہے اور نہ کسی طرح کا رنج وغم، بلکہ وہ خود ایسے محتاج ہیں کہ جو خدا کے آگے جھکتے ہیں تاکہ اُسکی قربت حاصل ہو، اُسی کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اُسی کے عذاب سے لرزتے ہیں۔" ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ، وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا، اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (۳:۱۶)

کسی انسان کو تو یہ بات شایاں نہیں ہے کہ خدا اسکو (اپنی) کتاب اور عقل سلیم) اور پیغمبری عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو۔ بلکہ (وہ تو یہی کہیگا کہ) خدا پرست ہو کر رہو اسلئے کہ تم لوگ (دوسروں کو) کتاب (الہٰی) پڑھاتے رہے ہو اور اسلئے کہ تم خود بھی پڑھتے رہے ہو، اور وہ تم سے (کبھی بھی) نہیں کہیگا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو۔ بھلا (کہیں ایسا ہوسکتا ہے کہ) تم تو اسلام لا چکے ہو، اور وہ اسکے بعد تمہیں کفر کرنے کو کہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کو صریح طور پر واضح کر دیا کہ "ملائکہ اور انبیاؑ کو ارباب اور قادر متصور کرنا سراسر کفر ہے۔" لہذا جو شخص ملائکہ اور انبیاؑ کو واسطہ تسلیم کرے کہ یہ فاقہ کی مصیبت سے نجات دلاتے ہیں، نقصانات سے محفوظ کرسکتے ہیں اور فائدہ دیتے ہیں، گناہ معاف کرتے ہیں، دلوں کو راہ راست پر لاتے ہیں اور آلام و تکالیف کو راحت و عیش سے بدلتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھنے والا باجماع المسلمین کافر ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
يَعْمَلُوْنَ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ
ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ
دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۔ (۲:۱۷)

اور (بعض کافر) کہتے ہیں کہ (خدائے) رحمان بیٹیاں رکھتا ہے (یعنی فرشتے اسکی بیٹیاں ہیں) اسکی ذات (اس تہمت سے) پاک ہے (فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں) بلکہ (اُسکے معزز) بندے ہیں اسکے آگے بڑھکر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں، انکا اگلا پچھلا (سب) حال اسکو معلوم ہے اور یہ (فرشتے کسی کی) سفارش (تک) نہیں کر سکتے مگر جنکے حق میں خدا (انکی سفارش) پسند فرمائے۔ اور اسکے جلال سے (ہر وقت) ڈرتے رہتے ہیں۔ اور (بالفرض) جو اُن میں سے یہ دعویٰ کرے کہ خدا نہیں (بلکہ) میں معبود ہوں تو (یہ فرشتہ مردود بارگاہ ہے کہ) اسکو ہم جہنم کی سزا دینگے (اور) سرکشوں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

اور ارشاد ہے:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ
عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ
وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔
(۴:۶)

مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے ہرگز (کسی قسم کی) عار نہیں اور نہ فرشتوں کو جو (خدا کے) مقرب ہیں اور جو خدا کا بندہ ہونے سے عار رکھے اور (استکبار) کرے تو عنقریب خدا اُن سب کو اپنے پاس کھینچ بلا یگا۔

اور ارشاد ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ؕ
لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۙ تَكَادُ
السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ اَنْ
دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۚ

اور (بعض لوگ) قائل ہیں کہ خدائے رحمان بیٹا رکھتا ہے (اے پیغمبر ان سے کہو کہ) تم ایسی بری سخت بات (اپنی طرف سے گھڑ کر) لائے جس (کی وجہ) سے (عجب نہیں) آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں کہ لوگوں نے (خدائے) رحمان کیلئے بیٹا قرار دیا، حالانکہ (خدائے) رحمان کو شایاں ہی

مَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۔ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۔ (۱۶ : ۹)

نہیں کہ (وہ کسی کو اپنا) بیٹا بنائے۔ جتنی مخلوقات آسمان وزمین میں ہے سبھی تو (قیامت کے دن خدا کے) رحمٰن کے آگے (اُسکے غلام بنکر حاضر ہونگے، خدا نے انکو (اپنی قدرت کے احاطے میں) گھیر رکھا ہے اور ان (سب) کو گن (بھی) رکھا ہے اور یہ قیامت کے دن اکیلے (اکیلے) اُسکے حضور میں حاضر ہونگے۔

اور ارشاد ہے :

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (۱۱ : ۷)

اور (مشرکین) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انکو نقصان ہی پہنچا سکتی ہیں اور نہ انکو فائدہ ہی دیسکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ (ہمارے) یہ (معبود) اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کیا تم اللہ کو ایسی چیز (کے ہونے) کی خبر دیتے ہو جسکو تو نہ تو (کہیں) آسمانوں میں پاتا ہے اور نہ (کہیں) زمین میں۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔

اور ارشاد ہے :

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۔ (۲۷ : ۶)

اور کتنے فرشتے آسمانوں میں (بھرے پڑے) ہیں کہ انکی سفارش کچھ بھی کام نہیں آتی مگر جب خدا کسی کی نسبت (سفارش کرانا) چاہے (اور فرشتوں کو سفارش کرنیکی) اجازت دے اور (فرشتوں) کی سفارش کو پسند فرمائے۔

اور ارشاد ہے :

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ (۳ : ۱)

کون ہے جو اُس کے اذن کے بغیر اسکی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے۔

اور ارشاد ہے :

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (۱۱ : ۱۶)	اور اگر خدا تجھکو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُسکے سوا کوئی اُس (تکلیف) کا دُور کرنیوالا نہیں اور اگر تجھکو کسی قسم کا فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اسکے فضل کا روکنے والا نہیں۔

اور ارشاد ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (۲۲ : ۱۳)	اللہ (اپنی) رحمت (کا لنگر) جو لوگوں کیلئے کھولے تو کوئی اسکا بند کرنیوالا نہیں اور بند کرلے تو اُسکے (بند کئے) پیچھے کوئی جاری کرنیوالا نہیں۔

اور ارشاد ہے:

قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ، عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ (۲۴ : ۱)	(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ بھلا دیکھو تو سہی خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم پکارتے ہو اگر خدا مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ (معبود) اسکی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دُور کرسکتے ہیں؟ یا خدا مجھ پر (اپنا) فضل کرنا چاہے کیا یہ (معبود) اسکے فضل کو روک سکتے ہیں؟ (اے پیغمبر) تم کہو کہ مجھے تو خدا بس کرتا ہے اور بھروسا رکھنے والے اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

ان آیات کے ماسوا کلامِ پاک میں بیشمار ایسی آیتیں ہیں جو اس مسئلہ پر واضح روشنی ڈالتی ہیں۔

انبیا کے ماسوا اگر کسی نے رسُول اور امت کے مابین اُن ائمۂ دین کو واسطہ سمجھکر اُن کا اتباع و اقتدا کیا جو امت کو تبلیغ کرتے ہیں یا اُن کو رشد و ہدایت کے مدارج پر ترقی دینے کے طریق سے مشرف کرتے ہیں، تو اُس نے کسی طرح کی غلطی نہیں کی، بلکہ اُسکا یہ اقتدا و اتباع بالکل مرکزِ صحت پر ہے۔ اور ایسے ائمۂ ملت جب کسی مسئلہ پر اجماع کرلیتے ہیں تو وہ اجماع غلط نہیں ہوتا، بلکہ اُن کا یہ اجماع ایک حجت قاطع ہے۔

کیونکہ یہ گمراہی پر اجماع نہیں کرتے اور اگر انھوں نے آپس میں کسی مسئلہ پر تنازع و اختلاف کیا ہے تو اسکو خدا اور اُسکے رسُول کی جانب پھیرنا چاہیئے، کیونکہ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو گناہوں اور غلطیوں سے معصوم ہو۔ جاننا چاہیئے کہ نبی کریم علیہ السّلام کے ماسوا ہر شخص کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے، جس سبب سے اُن کا وہ کلام واجب الترک ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

باقی رہا نبی کریم نے ان ائمۂ دین اور علماء ملت کی شان میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ :

العلماء ورثة الانبياء فان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه فقد اخذ بحظ وافر۔ (حدیث)

علماء انبیا کے وارث ہیں، اس لئے کہ انبیا دینار و درہم کا ترکہ نہیں چھوڑتے، بلکہ اُن کی حقیقی میراث علم ہے، پس جو علم کا وارث ہوا اُسے بہت بڑا حصہ ملا۔

واسطہ کے تیسرے معنی

اگر خدا اور اُسکے بندوں کے مابین ایسا واسطہ مانا جائے جیسا کہ بادشاہ اور اُسکی رعایا کے مابین "حجاب" ہوتا ہے، اس طرح: کہ بندے اپنی حاجتوں کے متعلق اُسی واسطہ سے عرض کریں اور وہ واسطہ خدا سے عرض کرے۔ اسکی مثال بعینہٖ دنیاوی سلاطین کی ہے کہ لوگ بادشاہ کے مقربین کو اپنی حاجت برآری کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں، اسلئے کہ وہ بادشاہ سے بہ نسبت سائل کے زیادہ قریب ہوتے ہیں جس سبب سے اُن مقربین کا بادشاہ سے کہنا، خود بلا واسطہ کہنے سے زیادہ مؤثر ہے اگر کوئی شخص خدا اور اُسکے بندوں کے مابین بھی ایسا ہی واسطہ ٹھہرائے تو وہ یقیناً کافر و مشرک ہے، اُسکو چاہیئے کہ توبہ کرے، اگر تائب ہو جائے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے۔

کیوں قتل کیا جائے ؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا نوعیت کا واسطہ ٹھہرانے والا خدا کو دنیاوی بادشاہوں

کے مشابہ سمجھتا ہے جو اُسکی مخلوق ہیں، اور اُسکے کارخانۂ قدرت میں اُسکے بندوں کو شریک کرتا ہے۔ کلام پاک میں بہت سی ایسی آیتیں ہیں جن سے ایسے خیالات کا رد ہوتا ہے، مگر خوف اس بات کا ہے کہ اس مختصر سے فتوے میں اُن کا تحریر کرنا طوالت کا سبب نہ بن جائے۔ پھر بھی ہم اس دعویٰ کو مکمل کرنیکی غرض سے کچھ تحریر کرتے ہیں:۔

اگر خدا اور اُسکی مخلوق کے مابین ویسا ہی ذریعہ و واسطہ ٹھہرایا جائے جیسا کہ دنیاوی بادشاہ اور اُسکی رعایا کے مابین ہوتا ہے تو جاننا چاہئے کہ یہ تین شقوں پر محمول ہے:

(۱)

رعایا اور بادشاہ کے مابین جو وسائط ہوتے ہیں وہ یا تو بادشاہ کو اُن امور کی خبر دیتے ہیں جو رعایا سے متعلق ہیں، اور جن کو بادشاہ خود نہیں جانتا۔ تو واضح ہو کہ اگر یہی معنی خدا کیلئے لئے جائیں، اور یہ کہا جائے کہ خدا اُسوقت تک خود کچھ نہیں جانتا جب تک ملائکہ اور انبیا اُسکو مطلع نہ کریں، تو جاننا چاہئے کہ یہ بارگاہ بے نیاز میں سخت گستاخی اور انتہائی سوءِ ادب ہوگا۔ اس عقیدہ کا شخص کافر ہے، کیونکہ خدائے بے نیاز دنیاوی بادشاہوں کی طرح محتاج نہیں ہے اور نہ جاہل (نعوذ باللہ) بلکہ وہ تو سرّ و اخفیٰ کو اچھی طرح جانتا ہے، زمین و آسمان میں ایک ادنیٰ سا ذرّہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جو اُسکے دائرۂ علم سے باہر ہو، وہ بندوں پر اسقدر مہربان ہے کہ ایک ہی وقت میں حاجت والوں کی چیخ پکار، آہ و نالہ کی مختلف آوازیں سنتا ہے، پکارنے والوں کی صدائیں، گریہ و بکا کرنے والوں کا شور و غل، کسی بندہ کی دعا اور التجا اُسکے سُننے میں حارج نہیں ہے، اور نہ مغالطہ دہ ہے۔ وہ برابر سبھوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے، اور وہ اس کام میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔

(۲)

چونکہ دنیاوی بادشاہ تدبّرِ مملکت اور دفع اعداء سلطنت سے خود بذاتہٖ عاجز و مجبور

ہوتے ہیں، اس لئے اُنکو ایسے معاون ومددگار کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو اُنکے امورِ سلطنت میں پشت پناہ ہو، بادشاہوں کو مشاورین اور معاونین کی اسلئے ضرورت ہوتی ہے کہ تاسیس سلطنت سے وہ فطرتاً عاجز ہیں۔ اور اگر یہی عجز ذات باری تعالیٰ میں مانا جائے، اور اُسکے لئے بھی دنیاوی سلاطین کی طرح ممد ومعاون مان کر اُس کیلئے واسطہ ٹھیرایا جائے، تو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ عاجز نہیں ہے، وہ صانع کل ہے اور اپنی ہر مصنوع پر قادر ہے۔ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ۔ وہ جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے وہی کرتا ہے، اُسکو ہرگز کسی ممد ومعاون اور پشت پناہ کی ضرورت نہیں۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ۔ (۲۲ : ۹)

(اے پیغمبر! ان لوگوں سے) کہو کہ خدا کے سوا جن (فرشتوں) کو تم (اسکی طرح پر خدائی میں کچھ دخیل) سمجھتے ہو اُنکو بلاؤ (اور تحقیق کرو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ) نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور زمین میں اور نہ آسمان زمین (کے بنانے) میں ان کا کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ (۱۵ : ۱۲)

اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ (دونوں جہان کی) سلطنت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے کوئی اُسکا مددگار ہے اور (وقتاً فوقتاً) اس کی بڑائیاں کرتے رہا کرو۔

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دُنیاوی سلاطین کی طرح عاجز ومعذور نہیں ہے، وہ جمیع مخلوقات کا خالق وپروردگار ہے، وہ اپنے ماسوا سے بالکل بے پروا ہے، اور اُسکے ماسوا سب اُسی کے محتاج ہیں۔ اسکے خلاف دنیاوی اربابِ حکومت کو دیکھو کہ وہ تاسیسِ سلطنت میں مدبرین اور وزراء کے محتاج ہیں، اور یہ وزراء درحقیقت بادشاہ کے ملک میں شریک ہی ہوتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ لیس لہ شریک فی الملک، بل لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر۔

(۳)

تیسری صورت یہ ہے کہ بادشاہ کو رعایا کی نفع رسانی اور آرام دہی کا خود کچھ خیال نہ ہو، جبتک کہ کوئی دوسرا شخص اُسکو اِس طرف توجہ نہ دلائے، اور جب اُس شخص نے بادشاہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی، تب کہیں جاکر اُسکو رعایا کا خیال ہُوا، اور اپنے ارادہ سے ہٹا۔ بادشاہ کا تبدیل ارادہ دو صورتوں سے عمل میں آسکتا ہے: یا اُس شخص (رائے دہندہ) کے خوف وخطر سے یا ترغیب سے۔ اور اگر یہ معنی خدا کی بارگاہ سے بھی منسوب و متعلق کئے جائیں تو اُسکی بارگاہ میں سخت بے ادبی ہوگی، کیونکہ وہ نہ کسی سے ڈرتا ہے بلکہ دنیا کا ذرہ ذرہ اُسکے جلال وجبروت سے لرزتا اور کانپتا ہے، اور نہ وہ سلاطین دنیوی کی طرح اپنے بندوں سے غافل ہے۔ اُسکی ذات تو محبت ومودت کا ایسا سرچشمہ ہے جو تعریف سے باہر ہے، وہ اپنے بندوں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہے جتنی کہ ماں اپنے بیٹے سے۔

خدائے قیوم وقادر کے دستِ قدرت میں ہر چیز ہے، جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اُس نے بندوں میں ایسے نفوس پیدا کئے ہیں جو ایکدوسرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں، اور ایکدوسرے کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں، تو یہ بھی اُسی کی رحمت و شفقت کا ایک ثبوت ہے، اُسی نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ دوسرے کی شفاعت کریں، دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں۔ چونکہ خدا ہی نے اُنکے دل میں اپنی قدرت کاملہ سے یہ بات ڈالی ہے، لہذا وہ اس شفاعت ودعا کو قبول فرماتا ہے؛ ورنہ کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو خدا کو اُسکے ارادہ کے برخلاف کچھ کرنے پر مجبور کرے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہے:

لایقولن احدکم اللھم	تم میں سے ہرگز ہرگز کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "اے خدایا

اغفرلی ان شئت اللّٰھم ارحمنی ان شئت ولکن لیعزم المسئلۃ فانہ لا مکرہ لہ۔ (حدیث)

اگر تو چاہے تو بخش دے، اور اگر تو چاہے تو رحم کر، خدا سے جو کچھ کہو، سائلانہ رنگ میں کہو۔ کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو خدا کو اُسکے ارادہ کے خلاف عمل میں لانے پر مجبور کرے۔"

شفاعت

عام طور پر جو لوگوں کی زبانوں پر شفاعت، شفاعت ہے، تو جان لو کہ شفاعت کوئی ایسا منصب نہیں ہے جس پر ہر شخص دعوٰے کر بیٹھے، بلکہ یہ وہ بلند مرتبہ ہے جس پر اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ قیامت کے دن اُس وقت تک کسی کو بھی یارائے شفاعت نہ ہوگا جبتک وہ من جانب اللہ حصولِ اجازت سے شرفیاب نہ ہو۔ اور شفاعت کرنیوالے اُسدن اُسوقت تک شفاعت نہیں کرینگے جبتک کہ اُنکو خدا کی جانب سے پیغامِ اذن نہ سُنا دیا جائے۔ ہاں! سُن لو! لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی (۱۷: ۲) اور اس پر غور کرو۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ۔ (۲۲: ۹)

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ خدا کے سوا جن (فرشتوں) کو تم (ایک طرح پر خدائی میں کچھ دخیل) سمجھتے ہو اُنکو بلاؤ (اور تحقیق کرو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ) نہ تو آسمانوں ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ زمین اور آسمان (کے بنانے) میں انکا کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔ اور خدا کے ہاں (ان میں سے کسی کی) سفارش بھی (کسی کے کچھ) کام آئیگی مگر جسکی نسبت اجازت دے۔

اظہارِ حقیقت

اوپر کی بحث سے اس بات کا پہلو خوب روشن ہوگیا ہے کہ خدا کے ماسوا جنکو پکارا جاتا ہے، نہ وہ خود ملک کے مالک ہیں، نہ خدا کے مُلک میں شریک ہیں، نہ وہ معبود کل کے

پشت و پناہ ہیں۔ اُسکے دربار میں کسی کی شفاعت باریاب نہ ہوگی، الاّ اُسکی جسے شفاعت کی اجازت مل چکی ہو اور رحمتِ خداوندی اُس کے سر پر شفاعت کا سہرا باندھے۔ اس سے اس بات کا بھی پتہ لگ گیا، کہ خدا دنیاوی بادشاہوں کی طرح ہرگز ہرگز نہیں ہے، کیونکہ سلاطین دنیاوی کی خدمات میں سفارش کرنیوالے یا تو خود اُسی کے ہم پلہ بادشاہ بھی ہوتے ہیں، یا ایسے لوگ ہوتے ہیں جو قصرِ حکومت کے ستون ہوں، جیسے وزراء اور مشیرانِ سلطنت، یا یہ شفعاء اُسکے پشت و پناہ و مددگار ہوتے ہیں۔

فرقِ شفاعت

سلاطینِ دنیاوی سے جو لوگ سفارش کرتے ہیں وہ انکی اجازت کے بغیر کرتے ہیں۔ برخلاف اللہ الصمد کے کہ اُسکی خدمت میں وہی سفارش کرسکیگا جسکو وہ خود اجازت دے۔ سلاطین کی خدمت میں جو شفاعت کی جاتی ہے وہ اُسکے قبول کرنے میں کسی نہ کسی سبب سے مجبور ہوتے ہیں: کبھی اس لئے کہ اُس شافع سے اُنکی کوئی غرض وابستہ ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ اُسکی شفاعت قبول کر لیتے ہیں، یا اُنکو ڈر ہوتا ہے کہ اگر ہم قبول نہ کرینگے تو ہم کو نقصان پہنچیگا، یا اس غرض سے قبول کر لیتے ہیں کہ شفاعت کرنیوالا اُنکا محسن ہے اس احسان کے اُتارنے کی غرض سے وہ ایسا عمل میں لے آتے ہیں، یا انعام کی غرض سے اُنکو مان جاتے ہیں، یہانتک کہ یہ بادشاہ اپنے بیوی اور لڑکے کی شفاعت بھی قبول کر لیتے ہیں، وہ بھی اس خوف سے کہ اگر ہم نے انکا کہا نہ مانا تو یہ نافرمانی کرینگے، اور ہمیں نقصان دیں گے، یہی نہیں بلکہ بسا اوقات اپنے غلام کا کہا بھی مان لیتے ہیں، کیونکہ اُنکو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ مبادا یہ سرکشی کرے، اور ہمیں جسمانی یا کوئی دوسرا نقصان پہنچائے۔

واضح ہو کہ دنیا میں جو لوگوں کے مابین رسمِ شفاعت و سفارش جاری ہے وہ بھی اسی جنس سے ہے، کیونکہ اُن کا ایکدوسرے کیلئے سفارش قبول کرنا انہی دو صورتوں میں محصور

کتب خانہ ... ...

ہے، یا تو رغبت سے یا ڈر سے۔

یہ تو تم نے اِس دنیا کے سلاطین اور اربابِ حکومت کی شفاعت کے متعلق دیکھا اور اسکا مشاہدہ کر لیا: کہ وہ قبولیتِ شفاعت کا سودا ڈر سے اور مجبوری سے خریدتے ہیں اب آؤ! اُس احکم الحاکمین کی جانب نظر اُٹھا کر دیکھو۔ کہ وہ ایک بادشاہ ہے جو کسی سے نہیں ڈرتا، اور وہ کسی سے کچھ غرض و احتیاج نہیں رکھتا، اور نہ اُسکو اس بات کا خوف ہے کہ اگر کوئی اُسکی نافرمانی کریگا تو اُسکو کچھ نقصان پہنچا سکیگا۔ وہ ہر طرح کے خوف و خطر اور غرض و احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ ہاں! وہ غنی ہے، اور مالک الملک ہے لاشریک لہٗ وله الغنیٰ جو ارشاد فرماتا ہے سُنو اور دل کے کانوں سے سُنو! :-

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ، وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، شُرَكَآءَ، اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (الیٰ) قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ، هُوَ الْغَنِيُّ، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ (تک) (۱۱ : ۱۲)	یاد رکھو کہ جو (فرشتے) آسمانوں میں ہیں اور جو (لوگ) زمین میں ہیں سب اللہ ہی کے (محکوم) ہیں اور جو لوگ خدا کے سوا (اپنے ٹھیرائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں (کچھ معلوم ہے کہ) کس (طریقے) پر چلتے ہیں وہ صرف وہم پر چلتے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں (الیٰ قولہ تعالےٰ): (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنا رکھا ہے (یہ بالکل جھوٹ ہے) وہ (تمام عیوب اور نقصانات سے) پاک ہے (اور) وہ (اولاد سے) بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اُسی کا ہے۔

مشرکوں کے شافع

مشرکین اپنا شافع ایسی چیز دنکو مانتے ہیں جو نہ اُنکو کسی طرح کا فائدہ دے سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں، چنانچہ خود خدا فرماتا ہے :

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ	اور (مشرکین) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو انکو نقصان ہی پہنچا سکتی ہیں اور نہ فائدہ۔ اور کہتے ہیں کہ (ہمارے) یہ

هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (۱۱ : ۷)

(معبود) اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کیا تم اللہ کو ایسی چیز (کے ہونے) کی خبر دیتے ہو جسکو وہ نہ تو کہیں (آسمانوں میں پاتا ہے اور نہ (کہیں) زمین میں۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالا تر ہے۔

اور ارشاد ہے:

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۔ (۲۶ : ۴)

تو خدا کے سوا جن چیزوں کو انہوں نے تقرب (خدا حاصل کرنے) کیلئے اپنا معبود بنا رکھا تھا اگر انکو قدرت تھی تو انہوں نے (نزولِ عذاب کے وقت) انکی کیوں مدد کی (مدد کرنا تو درکنار) بلکہ (وقت پر الٹے) انکی نظر سے غائب ہوگئے اور انکی بہتان بندیوں کی یہی حقیقت تھی۔

خدا نے اس بات سے بھی مطلع کر دیا ہے کہ وہ مشرکین یہ کہا کرتے تھے کہ:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ (۲۳ : ۱۵)

ہم تو انکی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ خدا سے ہم کو نزدیک کر دیں۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ (۳ : ۱۶)

اور وہ تم سے (کبھی بھی) نہیں کہیگا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو۔ بھلا (کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ) تم تو اسلام لا چکے ہو اور وہ اس کے بعد تمہیں کفر کرنے کو کہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۔ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِـيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم (شریک خدائی) سمجھتے ہو (حاجت پڑے پر) انکو بلا دیکھو تو (یہ تمہارے معبود) نہ تو تم سے تکلیف کو دور کر سکینگے اور نہ (اسکو) بدل سکینگے۔ یہ لوگ جنکو مشرکین (حاجت روا سمجھکر) بلاتے ہیں ان میں سے جو دوسروں کی نسبت زیادہ مقرب ہیں وہ (بھی) اپنے پروردگار (کی اور زیادہ قربت حاصل کرنے)

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا - (۱۵ : ۶)

کے ذریعے تلاش کرتے رہتے اور اسکی رحمت کی امید رکھتے اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (اور) واقع میں تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

اس سے اس بات کا پتہ لگ گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ، بلکہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اُسکے عذاب سے ڈرتے ہیں، اور اُسکے تقرب کے خواہاں ہیں۔

خدائے بے نیاز نے شفاعة باذنه کے علاوہ اُن تمام باتوں کا انکار فرمادیا ہے جو مشرکین لوگ انبیا اور ملائکہ سے منسوب کرتے ہیں، اور شفاعت بھی درحقیقت دعا ہی ہے، اور بلاشبہ مخلوق کا آپس میں ایکدوسرے کیلئے دعا کرنا نہایت ہی بہتر فعل ہے، جسکا اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے، لیکن یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ کسی شافع کو یہ مجال نہیں کہ وہ بغیر خدا کی اجازت کے شفاعت کر سکے، بلکہ شفاعت اُسی وقت کریگا جب وہ خدا سے اجازت حاصل کرلیگا۔ نیز یہ شافع ہرگز ہرگز ایسی شفاعت نہ کریگا جس سے کہ وہ من جانب اللہ روک دیا گیا ہو، جیسے کہ مشرکین کے حق میں شفاعت کرنا یا اُن کے حق میں دعائے مغفرت کرنا، اسکی ممانعت میں خدائے پاک کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ

جب پیغمبر اور مسلمانوں کو مشرکین کا دوزخی ہونا (خدا کے فرمانے سے) معلوم ہوگیا تو (اب) انکو زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کی مغفرت کی دعائیں مانگا کریں گو وہ (اُنکے) قرابتدار (ہی کیوں) ہوں۔ اور (وہ جو) ابراہیم نے اپنے باپ کیلئے مغفرت کی دعا مانگی تھی سو (وہ) ایک وعدے (کی وجہ) سے (مانگی تھی) جو ابراہیم نے اپنے باپ سے کرلیا تھا۔ پھر اُن کو (بھی) جب معلوم ہوگیا کہ یہ دشمن خدا ہے تو باپ سے (مطلقاً) دست بردار ہوگئے۔

لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۔ (۱۱ : ۲)

اسی طرح منافقین کے حق میں بھی دعاءِ منغفرت کرنیکی ممانعت آئی ہے۔ جیساکہ ارشاد ہے:

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ (۲۸ : ۱۴)	ان لوگوں کیلئے تم (دعائے منغفرت کرو یا نہ کرو ان کے حق میں دونوں باتیں) یکساں ہیں۔ خدا توان کے گناہ ہرگز نہیں بخشیگا۔

ان آیاتِ قرآنیہ کے ماسوا احادیث سے بھی یہ بات عیاں ہے کہ خدائے بے نیاز نے نبیؐ کریم کو اس بات سے ممانعت فرمائی ہے، کہ وہ منافقین یا مشرکین کے حق میں بخشش کی دعا فرمائیں اور خدا نے آنحضرت کو اس سے اطلاع بھی دی ہے۔ کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (۵ : ۱۵)	اللہ یہ (گناہ) تو معاف نہیں کرتا کہ اسکے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے اور شرک کے ماسوا گناہ کو جسے چاہے معاف کردے۔

اور ارشاد ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ، اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (۱۰ : ۱۷)	اور (اے پیغمبرؐ) اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو تم ہرگز اُس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اُسکی قبر پر (جاکر) کھڑے ہونا (کیونکہ) انہوں نے اللہ اور اسکے رسُول کے ساتھ کفر کیا اور وہ سرکشی کی حالت ہی میں مرگئے۔

دعا میں حد سے تجاوز کرنا

اوپر کی گفتگو سے یہ بات روشن ہوگئی کہ خدا کے دربار میں کوئی شخص اُسکی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کرسکتا، اور نہ شفاعت ممنوع کو جاری کرسکتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ دعا میں حد سے زیادہ تجاوز کرنا کیسا ہے؟ سو اِسکے متعلق خود ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ (۸ : ۱۴)

(لوگو!) اپنے پروردگار سے گڑگڑا (گڑگڑا) کر اور چپکے (چپکے) دعا کرتے رہو (کیونکہ) وہ حد سے باہر قدم رکھنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

دعا میں حد سے زیادہ تجاوز کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا سے ایسی بات طلب کرے، جسکو کہ خدا نے نہ کرنیکا ارادہ کرلیا ہے۔ مثلاً یہ کہ ایک امتی اس بات کی دعا کرے کہ اے خدا! تو مجھے نبی کردے، یا کسی مشرک کے حق میں بخشش و مغفرت کی دعا کرے، یا خدا سے اس بات کی دعا کرے کہ اے خدا! کفر و فسق و عصیاں کی اعانت فرما

شافع کی شفاعت

شافع ہرگز ہرگز اُس امر میں شفاعت نہ کریگا جس سے خدا نے منع فرمادیا ہو، یا جو شریعت کے خلاف ہو، بلکہ وہ ایسی شفاعت کریگا جس میں خدا کی نافرمانی یا گناہ کا شائبہ نہ ہو۔ اگر کسی شخص نے اس شافع سے ایسی دعا کیلئے عرض کیا جو اُس سائل کے حق میں اچھی نہ ہو، تو وہ ایسی دعا کا اقرار نہیں کرتا، کیونکہ وہ اس بات سے معصوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی ناجائز دعا کرنیکا اپنے سر ٹھیکہ لے، جیسا کہ حضرت نوح ارشاد فرماتے ہیں کہ :

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ، وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ۔ (۴ : ۱۲)

اے میرے پروردگار! میرا بیٹا (بھی) میرے اہل (و عیال) میں (داخل) ہے اور تو نے جو وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے۔ اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے (تو میرے بیٹے کو بھی نجات دے)

اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ، اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ، اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ

اے نوح! تمہارا بیٹا تمہارے اہل (و عیال) میں داخل نہیں کیونکہ اسکے عمل اچھے نہیں تو جس چیز کی حقیقۃ الحال تم کو معلوم نہیں ہے اسکی درخواست نہ کرو۔ ہم تم کو سمجھائے دیتے ہیں کہ نادانوں کی سی باتیں نہ کرو۔ (نوح نے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں (ایسی جرأت سے) تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیز کی

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ، وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (۱۱:۴۷)

حقیقۃ الحال مجھے معلوم نہیں اسکی تجھ سے درخواست کروں اور اگر تو میرا قصور نہیں معاف فرمائیگا اور مجھ پر رحم نہیں کریگا تو میں (بالکل) برباد ہو جاؤں گا۔

دعاؤ شفاعت خدائے بے نیاز کی قضاؤ قدر ہے

دعا کرنیوالے اور شفاعت کرنیوالے کی دعاؤ شفاعت خدا تعالیٰ کی قضاؤ قدر اور اُسی کی مشیئت سے ہوتی ہے، ہاں! خدا کی وہ بے نیاز ذات ہے، کہ جو دعاء کو شرفِ اجابت بخشتا ہے اور شفاعت کو قبول کرتا ہے، اور وہ ہی وہ ہستی ہے کہ جس نے سبب و مسبب کو پیدا کیا ہے۔

واضح ہو کہ دعا کو بھی منجملہ ان اسباب کے ہے جنکو کہ اللہ تعالیٰ نے مقدّر فرمایا ہے تو ایسی صورت میں سراسر سبب ہی کی جانب التفات کرنا شرک فی التوحید ہے، اور اس سے مطلقاً انکار کرنا بھی نقص فی العقل ہے، اور اسباب سے کلیۃً روگردانی اور انحراف کرنا بھی قدح فی الشریعت ہے۔

بلکہ بندہ کو چاہیئے کہ وہ سراسر ذاتِ واحد پر بھروسا کرے، اُسی سے رشتۂ دعاء وسوال جوڑے، اور اللہ تعالیٰ نے بندہ کیلئے مخلوق کی دعاء کو بھی منجملہ دیگر اسباب کے پیدا کیا ہے۔

دعاء ایک فعل مشروع ہے، چھوٹے کو بڑے اور بڑے کو چھوٹے کے حق میں دُعا کرنی چاہیئے، اسکی نظیر یں خیر القرون اور اُسکے بعد کے زمانوں میں بھی ملتی ہیں: جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے بارش کیلئے دعا کرائی تھی، اور ایسے ہی آنحضرت کے بعد حضرت عمرؓ اور دیگر مسلمانوں نے حضرت عباسؓ عم نبی کریم سے اسی بارش کیلئے دعا کرنے کو عرض کیا تھا اور لوگ قیامت کے دن ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء سے بھی طالبِ شفاعت ہونگے، اور سرکار رسالت پناہ قیامت کے دن تمام شفاعت کرنیوالوں

کی سردار ہوگی، اور اُن کیلئے خاص خاص شفاعتیں مخصوص ہونگی، جیساکہ صحیحین میں نبی کریم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علیّ فانه من صلی علیّ مرة صلی الله علیه عشرا ثم سلوا الله لی الوسیلة فانها درجة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد الله وارجوا ان اکون انا هو ذلك العبد، فمن سأل الله لی الوسیلة حلت علیه شفاعتی یوم القیامة۔ (حدیث)

جب تم مؤذن کی آواز سنو، تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے، اللہ اُس پر دس مرتبہ بھیجتا ہے، اسکے بعد اللہ سے میرے وسیلہ کیلئے دعا مانگو، وہ جنّت کا ایک درجہ ہے جو سوا ایک خدا کے بندہ کے کسی کو نصیب نہ ہوگا، میں امید کرتا ہوں کہ شاید وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے میرے وسیلہ ہونے کی دعا کی، تو اُس پر قیامت کے دن میری شفاعت کھل جائے گی۔

علاوہ ازیں آنحضرت نے حضرت عمرؓ سے عمرہ ادا کرنے کے بعد رخصت کے وقت یہ فرمایا کہ:

یا اخی لا تنسنی من دعائك — اے بھائی! مجھ کو دعا سے فراموش نہ کرنا۔

یہاں پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ آنحضرتؐ نے جو اپنی امت سے طلب دعا کی ہے اُس میں کیا راز تھا؟ حاشا وکلا، آپ کو ذاتی طور پر کوئی غرض مقصود نہ تھی، بلکہ آپؐ کا دعا کیلئے حکم دینا بھی ویسا ہی ہے جیساکہ دیگر طاعات اور عبادات کا حکم دیا ہے، یہ خود امت ہی کیلئے باعثِ ثواب ہے، اور اس میں امت ہی کا فائدہ ہے، اور اس میں بھی کچھ شک نہیں ہے کہ آنحضرت کو بھی امت کے نیک کاموں کے کرنے سے اجر ملیگا، کیونکہ خود آپ نے فرمایا ہے:

من دعا الی هدی کان له من — جو کسی کو راہ راست کی جانب بلاتا ہے، تو اُس کو بھی

الا جر مثل اجور من اتبعہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیئاً، ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الوزر مثل اوزار من اتبعہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئاً۔ (حدیث)

اُتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا کہ اُسکے پیروکو بغیر اُس پیرو کے اجر سے کمی ہونیکے۔ اور جو کسی کو گمراہی کی جانب بلاتا ہے تو اُسکو بھی اُتنا ہی گناہ ہوتا ہے جتنا کہ اُسکے پیروکو، اور اُس پیرو کے گناہ سے کوئی کمی بھی نہیں کی جاتی۔

اور جب نبی کریم امت کو ہر ہدایت اور بھلائی کی راہ دکھانے والے ہوئے تو امّت کے ہر نیک کام کرنے پر آپ کو بھی اجر ملیگا، جس میں کہ امت نے آپکی پیروی کی، اسی طرح جب امت آنحضرت پر درود بھیجتی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر درود بھیجنے والے پر دس دس بار درود بھیجتا ہے۔ امّت کے اس درود بھیجنے سے آنحضرت کو بھی اُسکے اجروں کے برابر اجر ملیگا۔ پس یہ دعا اللہ تعالیٰ نے اُسکو بطور اجر کے دی ہے، اور جو اُس سے نفع حاصل ہو وہ منجملہ خدا تعالیٰ کی دوسری نعمتوں کے ایک نعمت ہے۔ حدیث صحیح سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے:

قال ما من رجل یدعوا لاخیہ بظہر الغیب یدعوہ الا وکل اللہ بہ ملکا کلما دعا لاخیہ بدعوۃ قال الملك الموکل بہ اٰمین۔

کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو اپنے بھائی کے حق میں اُسکی پیٹھ پیچھے دعا کرے، اور خدا کوئی فرشتہ نہ مقرر کردے جو ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ شخص دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر احادیث میں مذکور ہے کہ سب سے زیادہ سریع الاجابت وہ دعا ہے جو غائب کیلئے کرے، نیز یہ بھی واضح رہے کہ اگر کوئی شخص کسی کیلئے دعا کرتا ہے تو اُس دعا کرنیوالے اور جس کے لئے کہ دعا گئی، دونو کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اگر کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کیلئے دعا کی تو اُس سے دعا کرنے والے کو بھی اور جس کیلئے دعا کی ہے، دونو کو فائدہ پہنچیگا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ "اے بھائی! میرے لئے دعا کرو" اور اس کہنے سے اسکا مقصد یہ تھا کہ ہم دونو مستفید ہوں، تو ایسی صورت میں وہ دونو متعاون علی البرّ و التقوی ہونگے۔ دعا کرانے والا تو اسلئے، کہ اُس نے دعا کرنیوالے کو ایک ایسے فعل کی جانب رغبت دلائی ہے جو دونو کے حق میں نفع رساں ہے، اور دعا کرنیوالا اسلئے، کہ اُس نے اُس فعل کو کیا ہے کہ جو دونو کو فائدہ بخش ہے۔ یہ بعینہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی کو برّ و تقوی کا حکم دے، تو حکم دینے والا بھی ثواب پائیگا، اور جسکو کہ حکم دیا ہے وہ بھی ثواب حاصل کریگا۔

کیسی دعا کرنا بہتر ہے؟

نبی کریمؐ کو جن دعاؤں کا حکم دیا گیا ہے، وہ بہت ہی بہتر ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (۲۶ : ۴۷)

(اور ہم سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اور (نیز) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کیلئے (بھی معافی مانگتے رہو)

اس سے اس بات کا پتہ لگ گیا کہ آنحضرت کو طلب مغفرت کا حکم دیا گیا تھا۔ پھر اسکے علاوہ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (۵ : ۶)

اور (اے پیغمبر!) جب ان لوگوں نے (تمہاری نافرمانی کرکے) اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر (اُسوقت یہ لوگ) تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی تم بھی) اُنکی معافی چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ بندے اپنے حق میں اور رسولؐ اُنکے حق میں استغفار کریں اور یہ کہیں بھی نہیں کہا ہے کہ بندے بندوں ہی سے سوال کریں جسکا کہ انکو حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ بندہ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ فعل ایجابی اور استحبابی ہے" اگر بندہ اُسکو عملی جامہ پہنائیگا تو اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اُسکے

شامل حال ہو جائیگا، اور ایک مخصوص نعمت اُسکو نصیب ہوگی، اور وہ نعمت بندوں کو ایمان کی ہدایت پانا ہے، اور ایمان وہ ہی قول و عمل ہے کہ جو طاعات و حسنات کا سبب بن سکتا ہے، اور جب کبھی بندہ عملِ خیر کی کثرت کرتا ہے تو اُسکا ایمان بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور یہ وہی انعامِ حقیقی ہے کہ جو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ میں مذکور ہے۔

اب رہا یہ سوال، کہ دنیا کی نعمتیں بغیر دین کے نعمت ہیں یا نہیں؟

اِس باب میں ہمارے علماء اور اُنکے علاوہ دیگر علماء کے دو مشہور قول ہیں:

تحقیق

یہی ہے کہ دنیا کی نعمتیں بھی من وجہ نعمت ہیں، اگرچہ تامہ نہیں ہیں، لیکن انعام بالدین جسکا طلب کرنا درست ہے اور جسکا کہ من جانب اللہ واجبی اور استحبابی طریق پر حکم بھی دیا گیا ہے، بلاشبہ اسکا طلب کرنا تمام مسلمانوں کے نزدیک ایک عملِ خیر ہے، اور اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک اسکا نام نعمتِ حقیقیہ ہے: اسلئے کہ اُن کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فعلِ خیر سے انعام کرتا ہے، برخلاف قدریہ کے، اسلئے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا صرف قدرتِ خیر ہی پر انعام کرتا ہے، جو کہ دونو ضدوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ فقط۔

اصل مدّعا

ان تمام باتوں کے بیان کرنیکا مدعا اصل کیا ہے؟ صرف اسیقدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ہرگز ہرگز یہ حکم نہیں دیا ہے، کہ وہ سوا اُس چیز کے جس میں کہ اُس کے لئے بھلائی ہے، مخلوق سے کچھ سوال کرے، خواہ وہ واجب ہو یا مستحب: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے اسکے سوا کچھ اور نہیں چاہتا، تو دوسروں کو کس طرح حکم دیگا کہ اسکے سوا طلب کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ پر یہ حرام کیا ہے کہ وہ بندہ سے بغیر ضرورت دعا چاہے۔ اور اگر اُسکا مقصد مامور کی بھلائی ہے، یا اپنی اور مامور دونو کی بھلائی ہے تو یہ بالکل

درست ہوگا۔ اور اگر اُس سے صرف اپنا ہی حصولِ مطلوب مقصد ہے، نہ کہ مامور کا، تو ایسے سوال کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اسلئے کہ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس میں مخلوق کی کوئی بھلائی مقصود نہیں ہے، اور نہ اُسکے حق میں کسی طرح کا نفع مطلوب ہے۔ اور اللہ نے ہم کو اسکے خلاف حکم دیا ہے، کہ ہم اُسی کی پرستش کریں، اور اُسی کی جانب مائل ہوں۔ اور اس بات کا خاص طریقہ سے حکم دیا ہے کہ ہم اُسکے بندوں کے ساتھ بھلائی کریں، اور اُنکے ساتھ احسان سے پیش آئیں لیکن مذکور الصدر صورت میں ان دونو باتوں میں کوئی بھی ملحوظ نہیں ہے۔ نہ تو خدا سے میل و رغبت اور ارادہ قربت ہے جو کہ نماز ہے، اور نہ اُسکے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنا، جسکا ذریعہ زکوٰۃ ہے۔ اور اگر بندہ اس قسم کے سوال کر کے گنہگار نہ ہو تو بہتر ہے۔ لیکن فرق ما یؤمر بہ اور ما یؤذن بہ ظاہر ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے، کہ:

السبعین الفا الذین یدخلون الجنۃ بغیر حساب انھم لا یسترقون۔	ستر ہزار ایسے لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہونگے جنھوں نے کہ استرقاء نہ کیا ہوگا۔

دیکھو! گو شریعت میں استرقاء کی اجازت ہے اور ما یؤذن فیہ میں بھی داخل ہے، مگر اُنھوں نے صرف توکل کی بنا پر بس اذن دادہ اور جائز فعل کو نہیں کیا۔

اِس سے ظاہر ہو گیا کہ ما یؤمر بہ دوسری چیز ہے اور ما یؤذن فیہ دوسری۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو بسط و تفصیل کا محتاج ہے، اسلئے اسکی توضیح سے اسجگہ معذور فرماویں۔ اور ہیں نے اسی مسئلہ کو کسی دوسرے موقع پر بالوضاحت لکھا ہے۔

آمدم بر سر مطلب۔

یہ تمام باتیں اور تھیں، مگر اسجگہ مقصود صرف اسقدر ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اُسکی مخلوق کے مابین ایسے واسطے اور ذریعے قائم کئے، جیسے کہ بادشاہ اور اُسکی

رعایا کے مابین ہوتے ہیں، تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ تو اُن مشرکوں کا مذہب ہے جو کہ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ "یہ انبیا اور صالحین کی تماثیل ہیں، اور یہ ایسے وسیلے ہیں کہ جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ ہی ایک ایسا شرک عظیم ہے جس سے کہ خدائے پاک نے نصاریٰ کو رد کا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (۱۰ : ۱۱)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور اپنے مشائخوں اور مریم کے بیٹے مسیح کو خدا بنا کھڑا کیا، حالانکہ (ہمارے ہاں سے) ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اُس کے سوا کوئی (اور) معبود نہیں، وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۚ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ (۲ : ۷)

اور (اے پیغمبر!) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو (انکو سمجھا دو کہ) ہم (اُنکے) پاس ہیں جب کبھی کوئی ہم سے دعا کرے تو ہم (ہر ایک) دعا کرنیوالے کی دعا کو (سنتے اور مناسب ہوتا ہے تو) قبول بھی کر لیتے ہیں تو انکو چاہئے کہ ہمارا حکم مانیں تاکہ سیدھے راہ لگ جائیں۔

اور ارشاد ہے:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ (۳۰ : ۱۹)

تو اب کہ تم (ان تردد) سے کسیقدر) فارغ ہوئے تو (عبادت کی) ریاضت کرو اور اپنے پروردگار کی طرف (پورے پورے) متوجہ ہو جاؤ۔

اور ارشاد ہے:

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ ۔ (۱۵ : ۷)

اور جب سمندر میں تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے تو جن (معبودوں) کو تم پکارا کرتے تھے بھول جاتے ہیں مگر وہی (خدا) یاد رہ جاتا ہے

اور ارشاد ہے :

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۔ (۲۰ : ۱)	بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص (بیقرار ہوکر) اُس سے فریاد کرے وہ اس بیقرار کی فریاد کو پہنچے اور (اُسکی) مصیبت کو ٹال دے؟ (اور کون ہے جو) زمین میں تم لوگونکو (اپنا) نائب بناتا ہے؟

اور ارشاد ہے :

یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۔ (۲۷ : ۱۲)	جتنی مخلوقات آسمانوں (میں) اور زمین میں ہے (جو اُن کو درکار ہے سب ہی تو) اسی سے مانگتے ہیں وہ (معطل اور بیکار نہیں ہے بلکہ) ہر روز (ایک ایک) کام میں لگا (رہتا) ہے ۔

خدائے پاک نے اس توحید کو اپنی کتاب (قرآن کریم) میں بے نقاب کر دیا ہے، اور شرک کو ہر طرح سے ناقابلِ عمل ٹھیرادیا ہے، تاکہ کوئی ایسی ہستی نہ ہو، کہ جو خدا کے سوا کسی سے ڈرے یا خوف کرے، اور اُسکے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرے ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۔ (۶ : ۱۱)	لوگوں سے نہ ڈرو اور ہمارا ہی ڈر مانو اور ہماری آیتوں کے معاوضے میں (دنیا کے) ناچیز فائدے نہ لو ۔
اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ (۴ : ۹)	یہ (مخبر) بس ایک شیطان تھا جو تم مسلمانونکو اپنے رفیقوں کا ڈراوا دکھاتا تھا تو تم ان سے (ذرا بھی) نہ ڈرنا اور سچے مسلمان ہو تو ہمارا ہی ڈر رکھنا ۔

اور ارشاد ہے :

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ	(اے پیغمبر!) کیا تم نے ان لوگوں (کے حال) پر نظر نہیں کی جنکو حکم دیا گیا تھا کہ (جہاد سے) اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور (صرف) نماز پڑھتے

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۔ (۴ : ۸)

رہو اور زکوۃ دیا کرو پھر جب ان (لوگوں) پر جہاد فرض ہُوا تو ایک فریق تو اُن میں سے (ایسا ہوا نکلا کہ) لگے لوگوں سے ڈرنے جیسے کوئی خدا سے ڈرتا ہے بلکہ (خدا کے ڈر سے بھی) بڑھکر

اور ارشاد ہے :

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ۔ (۱۰ : ۹)

(حقیقت میں تو) اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا اور زکوۃ دیتا رہا اور جس نے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ مانا ۔

اور ارشاد ہے :

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ (۱۸ : ۱۳)

اور جو شخص اللہ اور اُسکے رسُول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور اُس (کی نارضامندی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ (آخرکار اپنی) مراد کو پہنچیں گے ۔

یہ آیات اس امر کے زندہ ثبوت ہیں کہ اطاعت اللہ اور اُسکے رسُول دونو کے لئے ہے، اور خشیۃ (یعنی ڈر) صرف خدا ہی کے لئے ہے ۔ ارشاد ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (۱۰ : ۱۳)

اور جو خدا نے اور اُسکے رسُول نے انکو دیا تھا اگر یہ اُسکی خوشی سے لے لیتے اور کہتے کہ ہم کو اللہ بس کرتا ہے (اور اب نہیں دیا تو کیا ہے) آگے کو اپنے کرم سے اللہ اور اُسکا رسول ہم کو (بہتیرا کچھ) دینگے ۔

اور اُسکی نظیر اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ

(یہ) وہ لوگ (ہیں) جنکو لوگوں نے (آکر) خبر دی کہ (مخالف) لوگوں نے

الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا، وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل ـ (۴ : ۹)

تمہارے (ساتھ لڑنے کے) لئے بڑی بھیڑ جمع کی ہے (ذرا) اُن سے ڈرتے رہنا تو (بجائے اسکے کہ اس خبر کو سنکر اسلام کیطرف سے شک کرنے لگتے) اس سے اُنکے یقین ورزیادہ (مضبوط) ہوگئے اور بولے کہ اللہ ہمکو بس ہے اور وہ بہترین کارساز ہے

نبی کریمؐ امت کو اسی توحید کا سبق پڑھاتے تھے، اور اُن کے دلوں سے شرک کو نکالتے تھے، اسلئے کہ ہمارے قول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی یہی تحقیق ہے، کیونکہ الٰہ (معبود) وہ ہے جو دلوں کو اپنے کمال محبت و تعظیم، اجلال، اکرام، رجا اور خوف سے گرویدہ بنالے۔ یہانتک آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:

لا تقولوا ما شاء الله وشاء محمد ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد ـ

نہ کہو "ماشاء اللہ وشاء محمدؐ" البتہ "ماشاء اللہ ثم شاء محمدؐ" کہو۔

نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اور اُس نے کسی بات پر کہا: "ماشاء اللہ و شئت"، یعنی جو اللہ اور آپ نے چاہا۔ اُس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: "اجعلتني لله ندا قل ما شاء الله وحده"، کیا تو مجھکو اللہ کا شریک ٹھیراتا ہے؛ تو صرف یہی کہہ "کہ جو خدا نے چاہا" اور مجھکو اُسکے ساتھ شریک نہ کر"۔

قال من حالفا فليحلف بالله اوليصمت، وقال من حلف بغير الله فقد اشرك ـ (حدیث)

آپ نے فرمایا: "جو قسم کھائے تو وہ صرف خدا ہی کی کھائے، یا چپ رہے"، اور یہ بھی فرمایا کہ: جس نے خدا کے سوا کسی کی قسم کھائی اُس نے ذات باری تعالیٰ میں شرک کیا"۔

وقال لابن عباس اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله جف القلم بما انت لاق فلو جهدت الخليقه لم تنفعك الا بشئ

آپنے ابن عباسؓ سے فرمایا: "جب تو کچھ مانگے تو صرف خدا ہی سے مانگ، اور جب مدد طلب کرے تو صرف اُسی سے، پس اگر تو نے اس بات کی کوشش کی کہ کوئی مخلوق تجھکو کچھ فائدہ پہنچادے، تو وہ تجھکو کچھ فائدہ نہیں پہنچا

كتبه الله لك ولو جهدت ان تضرك لم تضرك الا بشئ كتبه الله عليك۔	سکتا۔ تجھکو وہی ملیگا جو خدا نے تیری قسمت میں لکھدیا ہے، اور اگر یہ چاہے کہ وہ تجھکو کچھ نقصان پہنچا سکے تو یہ بھی وہ نہیں کرسکتا۔ تجھکو وہی نقصان پہنچیگا جو خدانے تیری تقدیر میں لکھدیا"

علاوہ ازیں آپنے یہ بھی فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت النصارٰی عیسی بن مریم وانما انا عبد فقولوا عبد الله ورسوله۔	مجھکو اتنا نہ بڑھادو جتنا کہ نصارے نے عیسٰی بن مریمؑ کو بڑھا دیا تھا۔ بلاشبہ میں ایک بندہ ہوں، تو یہ کہا کرو کہ: "محمدؐ اللہ کا بندہ ہے اور اُسکا رسوؐل"

اور آپنے یہ بھی فرمایا:

اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد وقال لا تتخذوا قبری عیدا وصلوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم۔	"اے رب! میری قبر کو بُت نہ بنا کہ لوگ جسکو پوجیں" اور آپنے یہ بھی فرمایا: "اے لوگو! میری قبر کو عید نہ بنادو کہ جس پہ نماز پڑھو، تمہاری صلوۃ مجھ کو پہنچ جائے گی، جہاں کہیں بھی تم ہو"

آپ کو شرک سے اسقدر منافرت تھی کہ مرضِ وفات میں بھی آپ یہی فرماتے ہیں:

لعن الله الیهود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یحذر ما صنعوا، قالت عائشة لولا ذالك لابرز قبره ولكن كره ان یتخذ مسجدا۔	یہود و نصارٰی پر اللہ کی پھٹکار ہو، جنہوں نے کہ اپنے نبیوں کی قبریں مسجدیں بنالیں"۔ (اور اُن کو اُس صرف میں لائے جس کیلئے کہ وہ نہیں ہیں) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "کہ اگر آپ یہ نہ فرماجاتے تو لوگ آپؐ کی قبر پر سجدے کرتے"

چونکہ یہ باب بہت وسیع ہے اور ایک سلسلۂ غیر متناہی ہے، اسلئے ہمکو چھوڑا جاتا ہے، اسکے بعد یہ جاننا چاہیئے، کہ خدائے قادر و قیوم ہر شئے کا رب ہے، اور ہر چیز پر قادر ہے، اُس نے دنیا میں ہر چیز کے اسباب بھی پیدا کئے ہیں، جیسے گھاس وغیرہ کے

اُگنے کا سبب بارش ہے۔ چنانچہ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ، (۲ : ۴)	اور مینہ جسکو اللہ آسمان سے برساتا ہے پھر اُسکے ذریعے سے زمین کو اُسکے مرے (یعنی افتادہ ہوئے) پیچھے پھر زندہ (یعنی شاداب) کرتا ہے اور ہر قسم کے جانور اُس میں پھیلا رکھے ہیں۔

اور شمس و قمر کو نظام عالم کے قیام کا سبب بنایا۔ عین اسی طرح شفاعت اور دعا کو مغفرت اور بخشش کا سبب بنایا۔ جیسے کہ جنازہ کی نماز، کیونکہ یہ بھی منجملہ اُن دیگر اسباب کے ہے جن سے کرامت پر رحمت نازل ہوتی ہے اور اُسکو ثواب پہنچتا ہے لیکن اسباب میں تین امور ملحوظ رکھنا چاہیئے :

(۱)

کوئی سبب معین مستقل بالمطلوب اُس وقت تک نہیں ہوتا جبتک کہ اُسکے ساتھ دوسرے اسباب نہ ملائے جائیں، اور اسکے علاوہ اُسکے چند مانع بھی ہوتے ہیں، جبتک اللہ تعالیٰ اُس سبب کو کامل نہیں کر دیتا اور اُن موانع کو دفع نہیں کر دیتا اُسوقت تک مقصود نہیں حاصل ہوتا، کیونکہ خدائے بے نیاز جو چاہتا ہے وہ ہی کرتا ہے، وہ بندوں کے کہنے میں نہیں ہے، کہ جو بندے چاہیں، وہی کرے، اور جو وہ نہ چاہیں، وہ نہ کرے، بلکہ وہ اپنے ارادہ کا مختار ہے یفعل مایشاء ومایرید۔

(۲)

کوئی سبب اُس وقت تک سبب نہیں ہو سکتا، جبتک اُسکے متعلق علم نہ ہو، کہ وہ اس قابل ہے کہ سبب بن سکے۔ اگر کسی نے ایسی چیز کو سبب بنایا کہ جسکا اُس کو علم نہ ہو یا وہ شریعت کے خلاف ہو، تو وہ سبب باطل ہوگا، اور اُس سے کسی قسم کا فائدہ نہ ہوگا۔ جیسے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ "نذر بلاؤں کے دفعیہ اور حصولِ نعمت و برکت کا سبب بن

سکتی ہے"۔ صحیحین سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریمؐ نے نذر سے منع فرمایا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے کوئی خیر و بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۳)

اعمالِ دینیہ میں کوئی عمل سبب نہیں بن سکتا جبتک کہ وہ سبب مشروع نہ ہو۔ کیونکہ عبادات توقیف پر مبنی ہیں۔ اسلئے انسان کو یہ شایاں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا شریک ٹھیرائے، اور اُسکے سوا کسی کو قابلِ پرستش متصور کرے۔ اور فعلِ غیر مشروع کو بعض اغراض کیلئے سبب خیال کرنا ، اسی غرض سے خدا کے سوا کسی اور کی جانب مائل ہونا، اور بدیں وجہ اللہ کی عبادت اُس بدعت کی بنا پر نہ کرنا کہ جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے، گناہ عظیم ہے۔ اور بسا اوقات بعض انسانی اغراض کفر، فسق اور عصیاں سے حاصل ہوتی ہیں، تو انسان کیلئے یہ شایاں نہیں ہے کہ وہ حصولِ اغراض کیلئے اپنے آپ کو کفر، فسق اور عصیاں میں مبتلا کرے، اور خدا کی بندگی سے منہ پھیرے۔ اور جو بعض اغراض کفر و فسق وغیرہ سے حاصل ہوتی ہیں، تو وہ شیاطین کی مقرر کردہ ہوتی ہیں کہ جب انسان شرک کرے تب ہی اُسکو حاصل کرے۔ اس صورت سے اغراض کا حصول ایک بہت بڑی بُرائی ہے، اور نبی کریمؐ تو اسی لئے تشریف لائے تھے کہ امت کو نیکی اور مصالح کی راہ بتائیں، اور اُسکو بُرائی اور مفاسد سے پاک کریں۔ پس جسکا کہ خدائے قادر و قیوم نے حکم دیا ہے تو وہ مصلحت راجحہ ہے، اور جس سے کہ روکا ہے وہ مفسدہ راجحہ ہے۔

یہ جملے قابلِ تشریح ہیں، اور لائق تفصیل، اور اسکے سزاوار ہیں کہ اِنکو بسط کے ساتھ بیان کیا جائے، مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ چند اوراق ان کی تفصیل کے حامل نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم

تمت

مطبوعاتِ الہلال بُک ایجنسی لاہور

(۱) اَلفُرقان بین اولیاءِ اللہ واولیاءِ الشیطان

دنیا میں دو مختلف قوتیں ہیں: خیر و شر، حق و باطل، اور نور و ظلمت۔ عوام کو اِن کی تمیز میں اکثر دھوکا ہوتا ہے۔ امام الہند حضرت مولنا ابوالکلام آزاد نے کتاب ہذا میں اِن دو متضاد قُوتوں کے خصائص و اعمال اور اُن اعمال کے نتائج و عواقب کی حقیقت پر ایک تفصیلی بحث فرمائی ہے، خالص قرآنی آیات کو بطور ثبوت پیش کر کے اُن کی جامع تفسیر بیان فرمائی ہے، جسکی وجہ سے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے، حالاتِ موجودہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف چھ آنے (۶/)

(۲) ایلاؑ و تخییر

ایک صاحب نے امام موصوف سے عیسائیوں کے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک نہایت درجہ بے اصل، بے بنیاد الزام کے متعلق استفسار کیا تھا۔ حضرت ممدوح نے نہایت تفصیل کیساتھ جواب دیا تھا! اس کتاب میں قبطیہ کے واقعہ، امہات المومنین سے ایلا (معین وقت تک تعلق منقطع کر لینے کا عہد) کے وجوہ، آیت تخییر کا شانِ نزول، تفسیر سورہ تحریم وغیرہ نہایت اہم مباحث ہیں اور یہ مضمون تفسیر، حدیث اور تاریخ کی ایک نہایت نفیس مشترک بحث ہے۔ ابتدا میں احادیث پر اعتماد اور عدم اعتماد کا مسئلہ ہے اور اگرچہ اسکے متعلق حضرت مولنا نے محض اشارات پر اکتفا کیا ہے، تاہم یہ حصہ بھی بجائے خود ایک مستقل درسِ بصیرت و موعظت ہے، علے الخصوص اُن نوجوانوں کیلئے جنہیں خالص مغربی تعلیم نے دینی علوم حقہ سے بالکل بدگمان کر دیا ہے۔ اثنائے بحث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شیفتگئے رسالت کا تذکرہ جہاں آگیا ہے، وہ اس درجہ مؤثر ہے کہ بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں۔ کاغذ ولائتی۔ لکھائی چھپائی اعلے۔ قیمت ۸/

ملنے کا پتہ: الہلال بک ایجنسی شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

(۳) حقیقت الصّلوٰۃ

نماز کے مسائل مختلفہ کے متعلق اسوقت تک بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں دنیا کے سامنے آچکی ہیں، لیکن اس اہم فرض کی حقیقت پر جس انداز میں حضرت مولٰنا نے بحث فرمائی ہے، وہ اسقدر مؤثر، اسقدر دلنشیں اور اسقدر اچھوتا ہے کہ بار بار مطالعہ کے بعد بھی دل سیر نہیں ہوتا۔ اس تحریر کی خاص اور قابل غور خصوصیت امتیازی یہ ہے کہ جو کچھ سپرد قلم ہوا ہے، از سرتا پا کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ لہذا اس کتاب کا ہر مسلم کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس فرض کی حقیقت سے واقف ہو سکے جسکی پابندی میں اُسے ہر روز پانچ مرتبہ خدائے برتر و توانا کے دربار میں حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے قیمت چار آنہ (۴ر)

(۴) الحرب فی القرآن

جنگ کے متعلق آج تک مختلف ارباب خیال کی مختلف رائیں رہی ہیں:۔
ایک طبقہ نے اسے از سرتا پا شر سمجھا، اسلئے کہ اسمیں تباہی، بربادی، نوع کشی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، اور حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں سے بڑھکر کائنات انسانیت کیلئے اور کوئی لعنت بھی نہیں ہو سکتی۔ دوسرا طبقہ نوع بشر میں مردانگی، ہمت، جرأت، دلیری، اور اسی قسم کے دوسرے اخلاق فاضلہ کی تخلیق اور تربیت و پرورش کیلئے ضروری قرار دیتا ہے، لیکن جنگ شر ہو یا خیر، نیکی ہو یا بدی، اس سے غالباً کسی کو انکار نہیں کہ دنیا میں جنگ کا وجود ابتدا سے چلا آتا ہے اور آخر تک چلا جائیگا۔ حضرت مولٰنا نے اس مضمون میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ قرآن حکیم سے اسکی حقیقت واضح کی ہے اور دکھلا دیا ہے کہ جاہلیت میں عرب جنگ کو کیا سمجھتے تھے اور انہوں نے اسکا کیسا نمونہ پیش کیا، پھر اسلام نے اسکے تمام مفاسد و نقائص کو مٹا کر کس طرح اُسے ناگزیر مواقع پر نہایت درجہ کم مضرت رساں بنا دیا۔ اسی ضمن میں "جھاد" پر ایک حقیقت فرما بحث کیگئی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے بہرحال یہ کتاب مبحث حرب پر قرآنی نقطۂ خیال سے نہایت بینظیر مرقع ہے قیمت دس آنہ (۱۰ر)

ملنے کا پتہ

الھلال بک ایجنسی شیرانوالہ دروازہ لاہور حلقہ ۲۴

تذکرہ مطبوعہ البلاغ پریس کلکتہ

امام الہند حضرت مولنا ابوالکلام صاحب آزاد

امام الہند حضرت مولنا ابوالکلام آزاد جب رانچی میں نظر بند تھے، ایک صاحب نے سخت اصرار کیا کہ حضرت مولنا اپنی سوانحمری لکھدیں۔ بالآخر اس کتاب کے اجزاء تفریحاً قلم برداشتہ لکھکر اسی دوست کے پاس بھیجتے گئے۔ ان متفرق اجزاء کو مرتب کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مولنا نے اپنے خاندان کے بعض اکابر و شیوخ کے حالات قلمبند کئے ہیں اسی دوست کے مزید اصرار پر حضرت مولنا نے اپنی سوانح حیات کے بھی چند صفحات شامل کر دئے جو آخر میں درج ہیں۔ کہنے کو تو یہ کتاب امام الہند کے اپنے خاندان کے بعض اکابر و شیوخ کے حالات کا مجموعہ ہی لیکن دراصل ادب، سیاست اور مذہب کے نہایت اہم مباحث کی تفصیلات پر مشتمل ہے حجم ۳۱۷ صفحات تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$

قیمت بلا جلد ہے۔ مجلد (جلد بطرز انگریزی) للعہ محصولڈاک ۸ر

غازی مصطفے کمال پاشا کی خود بیان کردہ سوانحمری

عرصہ ہوا کہ غازی ممدوح نے مشہور ترکی اخبار "وقت" کے ایڈیٹر سے اپنی زندگی کے حالات بیان کئے تھے، بعد ازاں ان کا ترجمہ عربی میں ہوگیا اور اسکے بعض حصے ہندوستان کے بعض اردو اخبارات میں بھی شائع ہوئے تھے۔ مولوی بدرالدین احمد صاحب مینجر البلاغ پریس کلکتہ نے ان حالات کو نہایت سلیس، عام فہم اور دلکش انداز میں اردو ترجمہ کرکے ایک مختصر سی کتاب کی صورت میں شائع کردیا ہے۔ آخر کتاب میں تین دستاویزیں درج ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ سلطان وحیدالدین اور انکے معاونین کار نے دول متحدہ کے ایما پر حریت وطن کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ ان میں سے پہلی دستاویز سلطان وحیدالدین کا فرمان ہے جسمیں داماد فرید پاشا کو حکم دیا گیا تھا کہ حریت وطن کو مٹائے۔ دوسرا شیخ الاسلام غازی مصطفے کمال پاشا کے خلاف فتوے ہے، تیسرا داماد فرید پاشا کو حرار اناطولیہ کے خلاف فرمان اور سب سے آخر میں میثاق وطنی کا ترجمہ۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلے تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ قیمت صرف چھ آنہ - - - - - - - (۶ر)

ملنے کا پتہ:- الہلال بک ایجنسی نمبر ۲۴ - دروازہ شیرانوالہ لاہور

اُسوۂ حسنہ

ترجمۂ

ہدیٰ الرسولؐ اختصار زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صلعم

زاد المعاد فن سیرت میں اسقدر مشہور و مقبول کتاب ہے کہ اب کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ابن قیمؒ سے پہلے اور بعد بکثرت سیرت نگار گزرے ہیں، مگر کسی کو وہ مسلک نہ سوجھا جو انہوں نے زاد المعاد میں اختیار کیا ہے۔ لوگوں نے آنحضرت صلعم کی سوانح عمریاں لکھیں، مگر اس طرح کہ گویا کسی سپہ سالار کی سوانح عمری لکھ رہے ہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ آپ کی حیات طیبہ کی ہر ہر بات دکھائی جاتی، جنگوں سے زیادہ اخلاقی و معاشرتی و خانگی حالات بتائے جاتے، اور اُمت کے سامنے اُسوۂ حسنہ نبوی اسطرح کھول کر رکھدیا جاتا کہ وہ اپنی زندگی کے مختلف شعبوں اور مختلف حالات میں اُس سے شمع ہدایت کا کام لے سکتے۔ ابن قیمؒ نے یہی ضرورت پوری کی اور **زاد المعاد** تصنیف کر کے ہمیں اس قابل بنا دیا کہ آیت کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے بموجب بآسانی عمل کر سکیں۔

لیکن چونکہ زاد المعاد بہت ضخیم کتاب تھی اور ہر شخص کے مطالعہ میں بآسانی نہ آسکتی تھی، اسلیئے ضروری ہوا کہ مختصر کی جائے اور وہ تمام مباحث نکال دیئے جائیں جو زیادہ تر علماء کے مخصوصات سے ہیں تاکہ براہ راست عوام بھی اس سے فیضیاب ہو سکیں جو اس زمانہ میں اسلام سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ چنانچہ یہ ضرورت بھی مصر کے ایک روشن خیال عالم شیخ محمد ابو زید نے پوری کر دی اور اصل کتاب کا اختصار **ھدی الرسول** کے نام سے شائع کر دیا۔

اُسوۂ حسنہ اسی **ھدی الرسول** کا اُردو ترجمہ ہے جو ہم نے مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی سابق مدیر الجامعہ و پیغام البلاغ پریس کلکتہ سے کرا کے باہتمام خاص چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اُسوۂ حسنہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کا وجود مبارک "حیات طیبہ" کا کامل نمونہ تھا، آپ مادی روحانی اصلاح سعادت کے اصول و قواعد اپنے ساتھ لائے جو بعینہٖ قرآنی اصول تھے، جنکی پیروی پابندی سے سلف صالح، ترقی و تمدن، عظمت و شوکت کی معراج تک پہنچے، اور جنکے ترک و ہجران نے مسلمانوں کو اُس بلندی سے اس پستی میں لا گرایا اور جہانگیری و جہانبانی کے بدلے اغیار کا محکوم و غلام بنا دیا!

یہ کتاب اسقدر ضروری ہے کہ اسے قومی اور دینی درسگاہوں کے نصاب میں داخل ہونا چاہیئے تاکہ رسول اللہ صلعم کی حیات طیبہ کا جو حقیقی اور عملی نمونہ پیش کیا گیا ہے اُس سے سبق آموز ہو کر اسکو مسلمان اپنا لائحہ عمل قرار دیں اور سلف صالح کی طرح خلافت و سلطنت کے عروج و سطوت کا کرشمہ دیکھیں۔

یہ کتاب اسقدر مفید اور عمدہ ہے کہ ہر شخص اسکے مطالعہ سے اپنے ہر عمل و فعل میں اُسوۂ حسنہ یعنی رسول اللہ صلعم کا طرزِ عمل دریافت کر سکتا ہے۔ **ضخامت** مع سرورق و فہرس مضامین ۲۲۲ صفحات۔ کاغذ ولایتی روغنی، وزنی ۲۴ پونڈ۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ **قیمت** مجلد عہ (جلد بطرز انگریزی نہایت خوش وضع مکمل کپڑا اوپر ڈائی) بلا جلد عہ محصول ۸؍

ملنے کا پتہ: **الہلال بک ایجنسی حلقہ نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور**

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔